سوال

(281) پوتا کا جائیداد میں حصہ

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہفت روزہ اہل حدیث شمارہ نمبر: 24 کے احکام وسائل میں آپ نے لکھا ہے کہ پوتا اپنے دادا کی جائیداد سے محروم رہتا ہے۔ آپ کا جواب شکوک شبہات کا باعث ہے۔ یعنی آدمی کا بیٹا فوت ہو جائے۔ فوت ہونے والے کی چھوٹی اولاد بھی ہو۔ ایسے حالات میں بیوہ اور یتیم اولاد کو وراثت سے محروم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اسلام کی حقانیت سے انکار ممکن نہیں، لیکن یہاں اسلام نے یتیموں اور بیواؤں کے حق کو کیوں ساقط کر دیا ہے جبکہ دوسرے مذاہب یتیم پوتوں کو حق دیتے ہیں اور انہیں کسی صورت میں محروم نہیں کرتے۔ مہربانی فرما کر مفصل جواب دیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

بندہ مسلم کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالاتا ہے اور سمع واطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اسلام کے حوالے کر دیتا ہے۔ دین اسلام دیگر ادیان کے مقابلہ میں، اس لئے بلند وبرتر ہے کہ اس میں اعتدال کا حسن ہے۔ درج ذیل سوال میں سطحی جذبات کے پیش نظر اسلام کی حقانیت کو چیلنج کیا گیا ہے، حالانکہ جس قدر یتیموں کے حقوق کا خیال دین اسلام کی تعلیمات میں ہے دیگر ادیان میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اس تمہیدی گزارش کے بعد واضح ہو کہ اسلام نے میراث کے سلسلہ میں اقربا کے فقر واحتیاج اوران کی بے چارگی کو بنیاد نہیں بنایا؟ جیسا کہ یتیم پوتے کے متعلق سوال میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ مستقبل میں مالی معاملات کے متعلق ذمہ داری کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی کا محتاج اور بے بس ہونا بنیاد ہوتا تو ارشاد باری تعالیٰ بایں الفاظ نہ ہوتا کہ ''مذکر کے لئے دو مونث کے برابر حصہ ہے۔'' بلکہ اس طرح ہوتا کہ مونث کے لئے دو مذکر کے برابر حصہ ہے کیونکہ لڑکے کے مقابلہ میں لڑکی مال ودولت کی زیادہ حاجت مند ہے اوراس بے چارگی کے سبب میت کے مال سے اسے زیادہ حقدار قرار دیا جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح شوہر کو زوجہ کی اولاد نہ ہونے پر نصف جائیداد کا مستحق قرار دیا گیا ہے جبکہ زوجہ کو شوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ایک چوتھائی کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ حاجت مندی، بے چارگی، عدم کسب معاش اور نسوانی وصف کا تقاضا تھا کہ شوہر کے لئے ایک چوتھائی اور بیوی کے لئے نصف مقرر ہوتا۔ ان حقائق کا واضح مطلب ہے کہ وراثت میں حاجت مند ہونا یا عدم اکتساب یا بے چارگی قطعاً ملحوظ نہیں ہے۔ موجودہ دور میں وراثت کے متعلق جس مسئلہ کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ میت کی اپنی حقیقی اولاد موجود ہونے کے باوجود یتیم پوتے، پوتی، نواسے اور نواسی کی میراث کا مسئلہ ہے، یعنی دادا یا نانا کے انتقال پر اس کے اپنے بیٹے کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد دادا یا نانا کے ترکہ سے میراث پانے کی مستحق ہے یا نہیں، اس مسئلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر بیسویں صدی تک کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا کوئی بیٹا موجود ہو تو اس کے دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اس مسئلہ میں نہ صرف اہل سنت کے مشہور فقہی مذاہب، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ، نیز شیعہ، امامیہ وزیدیہ اورظاہریہ سب متفق ہیں، بلکہ غیر معروف ائمہ فقہا کا بھی کوئی قول اس کے خلاف منقول نہیں، البتہ حکومت پاکستان نے ۱۹۶۱ء میں

مارشل لا کے ذریعے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت یہ قانون نافذ کردیا گیا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اوراپنے پیچھے ایسے لڑکے یالڑکی کی اولاد کو چھوڑجائے جواس کی زندگی میں فوت ہوچکا ہوتو مرحوم یا مرحومہ کی اولاد دیگر بیٹوں کی موجوگی میں اس حصے کو پانے کی مستحق ہوگی جوان کے باپ یاماں کوملتا اگروہ اس شخص کی وفات کے وقت موجود ہوتے ۔ پاکستان میں اس قانون کے خلاف شریعت ہونے کے متعلق عظیم اکثریت نے دوٹوک فیصلہ کردیا تھا کہ یہ قانون امت مسلمہ کے اجتماعی نقطۂ نظر کے خلاف ہے ۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے :

''اللہ تعالی تمہیں اولاد کے متعلق حکم دیتا ہے کہ مذکر کے لئے اس کا حصہ دومونث کے حصہ کے برابر ہے ۔'' [۴/النسآء : ۱۱]

اس آیت کریمہ میں اولاد، ولد کی جمع ہے جس کے معنی جننے کے ہیں ۔ جوجنے ہوئے معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن ولد کے معنی دوطرح مشتمل ہیں

1 ۔ ایک حقیقی جوبلاواسطہ جنا ہوا ہو، یعنی بیٹا اور بیٹی ۔

2 ۔ دوسرے مجازی جوکسی واسطہ سے جنا ہوا ہو، یعنی پوتا اور پوتی ۔

بیٹیوں کی اولاد نواسی اورنواسے اس کے مفہوم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے ، اس بنا پر نواسہ اور نواسی لفظ ولد کی تعریف میں شامل نہیں ہیں ۔ یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی کا وجود ہوگا مجازی معنی مرادلینا جائز نہیں ہے ، یعنی لفظ ولد کے حقیقی معنی بیٹا یا بیٹی کی موجودگی میں پوتا اور پوتی وغیرہ مراد نہیں لیے جاسکیں گے ، لہٰذا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے پوتی کا کوئی حق نہیں ہے وہ پوتا پوتی زندہ بیٹے سے ہوں یا مرحوم بیٹے سے ، امام جصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں : ''امت کے اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حق تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں حقیقی اولاد مراد ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ پوتا حقیقی بیٹے کے ساتھ اس میں داخل نہیں ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر حقیقی بیٹا موجود نہ ہو تو مراد بیٹوں کی اولاد سے بیٹیوں کی نہیں ، لہٰذا یہ لفظ صلبی اولاد کے لئے ہے اور جب صلبی نہ ہو تو بیٹے کی اولاد کو شامل ہے ۔'' [احکام القرآن ، ص : ۶۹ ، ج ۲]

پھر احادیث میں ہے کہ وراثت کے مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو، پھر جو بچے وہ میت کے سب سے قریبی مذکر رشتہ دار کے لئے ہے ۔ [صحیح بخاری ، الفرائض : ٦٧٣٢]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مقرر حصے لینے والوں کے بعد وہ وارث ہوگا جو میت سے قریب تر ہوگا، چنانچہ بیٹا پوتے سے قریب تر ہے ، اس لئے پوتے کے مقابلے میں بیٹا وارث ہوگا ۔

شریعت نے وراثت کے سلسلہ میں اقرب فالاقرب کے قانون کو پسند فرمایا ہے ، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ ''ہر ایک کے لئے ہم نے موالی بنائے ہیں ، اس ترکہ کے جسے والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑجائیں ۔'' [۴/النسآء : ۳۳]

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دوروالا رشتہ دار محروم ہوگا، لہٰذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے حصہ نہیں پائے گا ۔

البتہ اسلام نے اس مسئلہ کا حل بایں طور پر فرمایا ہے کہ مرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے یتیم پوتے ، پوتیوں ، نواسے ، نواسیوں ودیگر غیر وارث حاجت مند رشتہ داروں کے حق میں مرنے سے پہلے اپنے ترکہ سے 1/3 کی وصیت کرجائے ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''تم پر یہ فرض کردیا گیا ہے کہ اگر کوئی اپنے پیچھے مال چھوڑے جارہا ہے تو موت کے وقت اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے ، یہ پرہیز گاروں پر فرض ہے ۔'' [۲/البقرہ : ۱۸۰]

چونکہ حدیث کے مطابق وارث رشتہ دار کے لئے وصیت جائز نہیں ہے ، اس لئے والدین کے لئے وصیت جائز نہیں ہے ، البتہ دیگر رشتہ دار جو محتاج اور لاچار ہیں ان کے لئے وصیت کرنا ضروری ہے اگر کوئی یتیم پوتے ، پوتیوں کے موجود ہوتے ہوئے دیگر غیر وارث افراد یا کسی خیراتی ادارہ کے لئے وصیت کرتا ہے تو حاکم وقت کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ حاجت مند یتیم

پوتے، پوتیوں کے حق میں اس وصیت کونافذ قرار دے، ہاں، اگر دادا نے اپنی زندگی میں یتیم پوتے، پوتیوں کوبذریعہ ہبہ ترکہ کاکچھ حصہ پہلے ہی دے دیا ہو تواس کی وصیت کالعدم قرار دینے کے بجائے اس کونافذ کردیا جائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:293